Sherosokhan شعروسخن
Urdu Web Magazine www.sherosokhan.com

ers\Sardar\Pictures\S
Mahnama\Bitmap in
Graphic1.gif not

اداریہ

بیگ احساس — پہلی بات — 5

نقوش زور

ڈاکٹر سید محی الدین قادری زورؔ — 7

انٹرویو

خالد حسین — بے آنگن کی ہیر........امرتا پریتم — 9

ناول

خالد حسینی / علی ظہیر — پتنگ باز — 15

مضامین

معین الدین شاہین — رام بابو سکسینہ: تقرر اور نامزدگی کے تناظر میں — 26
سید دستگیر پاشاہ دولت کوٹی — کتاب نورس میں چاند بی بی — 31
شاہد نوخیز اعظمی — ''علماء عہد مغلیہ کی حیثیت اور حادثۂ سرمدؔ'' — 36
حسن ناصر کا حوالہ — قدیر زماں — 43
پروین شیر — تہی داماں ہی جاتے ہیں — 47

شاعری

☆ غزلیں: ☆ مظفر حنفیؔ ☆ مصطفیٰ شہابؔ ☆ محسن جلگانویؔ ☆ مسعود جعفریؔ — 49
☆ نادرؔ المسدوسی ☆ نادرؔ اسلوبی ☆ نثار احمد کلیمؔ ☆ رفیق جعفرؔ
نظمیں: ☆ مزاج پرسی / مصطفیٰ شہابؔ ☆ کشاکش / مسعود جعفریؔ ☆ نثری نظمیں: عطیہ فاطمہ

افسانے

فیروز عابد — بستی کی ایک اُداس صبح — 55
نسیم بن آسی — کاغذ پر چپکا وقت — 58
نسیم محمد جان — نورا اُستاذ حافظہ روبرو صحبت — 61

مطالعے

اشرف رفیع / سید حسام الدین — چیدہ چیدہ آدمی / فریدہ زین ''جہانِ رنگ و بو'' کے دائرے میں — 63

نقد و نظر

''دعا زمین'' / پروین کمار اشکؔ :: تبصرہ: امجد اسلام امجد — 67
''مثنوی: تحفہ عاشقاں'' / پروفیسر شریف النساء :: تبصرہ: ڈاکٹر راحت سلطانہ
''ہتھیلی'' / ناصر ملک :: تبصرہ: خورشید حیات

کیا وہ لکھیں گے جواب میں

☆ پی پی سریواستو رندؔ ☆ پروین کمار اشکؔ ☆ خدیجہ زبیر احمد ☆ نور السعید اخترؔ ☆ — 73
رؤف خیر ☆ مصطفیٰ شہاب ☆ صابر علی سیوانی ☆ عبدالغفار شکیل ☆ جیلانی بابو
☆ راشد آزر ☆ وسیم عباس ☆ میر عنایت علی خاں

پہلی بات

رمضان المبارک کی آمد کے ساتھ ہی شہر کا نقشہ بدل جاتا ہے۔ مذہبی اعتبار سے رمضان المبارک کی جو اہمیت ہے اس سے ہم سب واقف ہیں۔ ہر ملک اور ہر شہر میں رمضان المبارک کا استقبال کیا جاتا ہے‘ لیکن حیدر آباد میں رمضان المبارک ایک تہذیبی جشن کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ ایک طرف مسجدوں میں نمازیوں کا ہجوم‘ تلاوت قرآن کرتے ہوئے نوجوان اور بزرگ‘ مساجد میں تراویح سوا پارے سے لے کر تین پارے‘ پانچ پارے‘ دس پارے اور ایک شبی شبینہ تک کا رواج ہے۔ مذہبی فرائض بڑی پابندی اور تندھی سے انجام دیے جاتے ہیں۔

دوسری طرف شہر کی رونق میں اچانک اضافہ ہو جاتا ہے۔ چاند رات سے ہوٹلوں کے آگے لال مٹی کے چبوترے جن میں دیگیں لگی ہوتی ہیں ہر طرف نظر آتی ہیں۔ حیدر آباد میں ایرانی حلیم کو مدینہ ہوٹل کے حسین ضابط نے متعارف کروایا تھا۔ یہ حلیم اتنی مشہور تھی کہ لوگ اس کی خاطر مردہ منورہ کی مسجد میں مغرب کی نماز ادا کرتے اور جیسے تیسے سنتیں پڑھ کر سیدھے مدینہ ہوٹل کا رخ کرتے اور بے پناہ ہجوم میں حلیم حاصل کرنے کی تگ و دو میں شامل ہو جاتے۔ یہ حلیم مخصوص مقدار میں تیار کی جاتی تھی جو گھنٹہ بھر میں ختم ہو جایا کرتی تھی۔ اکثر لوگوں کو‘ مایوس لوٹنا پڑتا___ دھیرے دھیرے حلیم نے ایسی مقبولیت حاصل کی کہ اب اس کی بین الاقوامی مارکٹ ہو گئی ہے۔ بعض ہوٹلوں کی شاخیں شہر بھر میں پھیلی ہوئی ہیں ایک ہوٹل کے 201 آوٹ لیٹ ہیں۔ حلیم دوسرے ممالک کو بھی اکسپورٹ کی جارہی ہے۔ حلیم بلا لحاظ مذہب و ملت بڑے شوق سے کھائی جاتی ہے۔ ایک انگریزی میگزین کے سروے کے مطابق اس سال شروان کا مہینہ رمضان میں آنے کی وجہ سے غیر مسلم بھائیوں نے حلیم نہیں کھائی اس طرح چالیس فی صد کم فروخت ہوئی۔ پھلوں کی بھی بے پناہ بکری ہوتی ہے۔ رمضان میں پھلوں کے دام دوگنے کر دیے جاتے ہیں لیکن اس کی فروخت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ مسلم اکثریتی آبادی کے علاقے میں چار پہیوں کے ٹھیلوں میں پھل فروخت کیے جاتے ہیں۔ افطار سے قبل سڑکوں پر بے پناہ ہجوم ہو جاتا ہے۔

عیدالفطر پر ہر مسلمان نئے کپڑے بنواتا ہے۔ سب سے زیادہ رش افضل گنج کے پل کے بعد سے چار مینار تک ہوتا ہے لیکن اب صورت حال بدل گئی ہے۔ دل سکھ نگر‘ سلطان بازار‘ بڑی چوڑی‘ عابڈس‘ ملے پلی‘ بشیر باغ‘ بیگم پیٹ‘ مہدی پٹنم‘ ٹولی چوکی‘ امیر پیٹ اور بنجارہ ہلز تک کپڑوں کی خریداری کی جارہی ہے۔ مسلم اور غیر مسلم بیوپاریوں کا کروڑوں کا کاروبار ہوتا ہے۔ جیسے جیسے عید قریب آتی جاتی ہے ریڈی میڈ شاپس میں ہجوم بڑھتا جاتا ہے۔ درزیوں کو اتنا کام ملتا ہے کہ رمضان شروع ہونے کے ایک ہفتہ بعد سے وہ انکار شروع کر دیتے ہیں۔ رمضان المبارک وہ واحد موقع ہے جس میں توقع سے زیادہ کاروبار ہوتا ہے۔ بزنس کرنے والوں کو اپنے منہ سے

انکار کرنا پڑتا ہے۔

ہیئر کٹنگ سیلون پر اتنا ہجوم ہوتا ہے کہ کھڑے کھڑے حجاموں کے پیر سوج جاتے ہیں۔ وہ رات رات بھر اصلاح بناتے ہیں۔ جوتوں کی دکانوں میں تل دھرنے کی جگہ نہیں ہوتی۔ زیر جاموں اور پاتابوں کے دکانوں پر عید سے ایک دن قبل تک ہجوم رہتا۔ آخری دنوں میں رات بھر بازار کھلا رہتا ہے۔

اکثر نوجوان پانچ پارے یا دس پاروں والی تراویح پڑھ کر خود کو آزاد سمجھتے ہیں اور بازاروں کی رونق کا حصہ بن جاتے ہیں۔ شادی خانوں میں تراویح کا انتظام کیا جاتا ہے۔

سیویاں، سوکھا میوہ کی دکانوں پر بھی کم ہجوم نہیں ہوتا۔ گھروں میں ہاتھ کی سیویاں بنائی جاتی ہیں جو کسی صنعت سے کم نہیں۔

زکوٰۃ کی ساڑیاں الگ سے تیار کی جاتی ہیں اور بعض صاحب خیر حضرات ہزاروں کی تعداد میں ساڑھیاں تقسیم کرتے ہیں اور محلوں میں ہجوم لگاتے ہیں۔

سیاسی و مذہبی افطار پارٹیاں ہوتی ہیں جہاں معززین اور متوسط طبقے کے لوگ ڈسپلین شکنی کا مظاہرہ کر کے افطار اور کھانے پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ کچھ حضرات مسلسل ایک مہینہ کسی مسجد یا شادی خانے میں افطار و سحر کرواتے ہیں۔ مساجد میں بے پناہ افطاری بھیجی جاتی ہے۔ اکثر تھری اسٹار ہوٹلیں رات کے سات بجے سے 11 بجے تک بفٹ ڈنر کا بھی اہتمام کرتے ہیں۔

عورتوں کی خریداری کا ایک الگ انداز ہوتا ہے۔ لاڈ بازار میں مردوں کا داخلہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لاڈ بازار کے علاوہ بڑی چاوڑی اور ملک پیٹھ پر چوڑیوں کی بڑی بڑی دکانیں ہیں۔ چاندرات کو دودھ فروخت کرنے کے مراکز قائم ہو جاتے ہیں۔ حیدرآباد کے اردو اخبارات کو بے پناہ اشتہارات دیئے جاتے ہیں۔ بعض اخبارات بزنس سپلیمنٹ بھی شائع کرتے ہیں۔ بعض اخبارات رمضان کے احترام میں فلمی صفحہ شائع نہیں کرتے۔

پریس کا کاروبار بڑھ جاتا ہے۔ طرح طرح کے نظام الاوقات دینی مدارس کی اپیلس شائع کی جاتی ہیں۔ ان کے علاوہ دعاؤں کی کتابیں بھی چھاپی جاتی ہیں۔ عارضی کاروبار کرنے والوں کی بھی کمائی ہو جاتی ہے۔ پینٹروں اور پوسٹرس بنانے والوں کا کاروبار بھی زوروں پر چلتا ہے۔ اس کے علاوہ ڈرائی کلینرس، دھوبی، برقی قمقمے اور خوشبوؤں کا کاروبار کرنے والے سبھی کو اتنا مل جاتا ہے کہ اگلے کئی ماہ تک وہ چین کی زندگی بسر کر سکیں۔

اس تہذیبی جشن کی تفصیلات پورے ایک تفصیلی مضمون کی متقاضی ہے۔ ہم صرف اتنا ہی کہنا چاہتے ہیں کہ حیدرآباد کی یہ انفرادیت ہے کہ رمضان المبارک میں جو جشن کی فضا بنتی ہے اور جس طرح ہر مذہب والا نوازا جاتا ہے اس کی کوئی دوسری مثال دنیا بھر میں نہیں ملتی۔

بیگ احساس

Documer
and

نقوشِ زورؔ

سلطان محمود کی تخت نشینی کا زمانہ ایک ایسا درمیانی زمانہ ہے جس میں ایک طرف تو عربوں اور عربیت کی رہی سہی عظمت ایرانیوں کے دل و دماغ سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کافور ہو جاتی ہے اور دوسری طرف ایرانی قومیت کی بزرگداشت کا خیال اور فارسی زبان کی قدر و منزلت ہر شخص کے دل میں خواہ وہ ترک ہو یا افغانی برقی رو کی طرح دوڑ جاتی ہے۔

یہ وہ زمانہ تھا جب کہ مسلمانوں کی ذہنیت میں ایک زبردست انقلاب طوفانی رفتار اور سیلابی تندیوں کیساتھ پیدا ہوتا جارہا تھا۔ اسلامی معتقدات کی گرماگرمی فرقہ جاتی اور مقامی اثرات کی سہرو مہریوں میں پناہ لینے لگی تھی خلیفہ کا دربار اور دارالخلافت کے درو دیوار متفرق علوم وفنون کے گہوارے بنے ہوئے تھے چوں کہ اسلام کے فتح مند پرچم بجائے نئی نئی فضاؤں میں لہرانے کے فتوحات ماضیہ کی یادگار میں چند خاص میدانوں میں بہ طور تبرک کے کھڑے کر دیئے گئے تھے' مسلمان علما وفضلا غیر مسلموں کے لیے تبلیغ اسلام اور درس و تدریس میں مشغول رہنے کی جگہ آپس میں ایک دوسرے کی بساطِ فہم ولیاقت کی آزمائش میں سرگرم تھے اور بجائے قرآن وحدیث کی تعلیم وتلقین کے فلاطون وارسطو کی کتابوں کے ترجمے اور ان پر بحث مباحثہ کرنے میں اپنا وقت صرف کرتے تھے اس کا نتیجہ نہایت مضر ہوا یعنی اسلامی اتحاد و یگانگت حرف غلط کی طرح محو کر دیا گیا۔ عام مسلمانوں کے دلوں میں اسلام کے تقدس کا وہ خیال باقی نہ رہا جو پہلی صدیوں میں تھا اگرچہ مسلمان بہ ظاہر اسلام کے تمام ارکان کی شدت کے ساتھ پابندی کرتے تھے لیکن ان کے دل میں وہ جوش باقی نہ رہا تھا۔ جس کی باعث انھوں نے بہت جلد ایران کی جملہ مقبوضات کے علاوہ مصر اور اندلس میں اسلام کے جھنڈے گاڑ دیے تھے۔

سید محی الدین قادری زورؔ

(رسالہ ''تجلی'' اکتوبر ۱۹۲۷ء)

Documen
and

Documen
and